مرتبہ : محمد اقبال قریشی ھارون آبادی

علوم و معارف

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح

۳۸۔ خانصاحب رح نے فرمایا کہ حضرت مولانا نانوتوی رح کو حرام کے طعام سے جیسے نفرت تھی ویسے ہی اسکا احساس بھی جلد کرتے تھے مگر دعوت بوجہ دلداری ہر ایک کی منظور فرما لیتے تھے اور پھر اُگر قئے کر لیتے تھے۔ (ارواح ثلاثہ صـ۲۷۶) حاشیہ حضرت حکیم الامت رح : دعوت کی منظوری حرام بین ہونے کی صورت میں نہ تھی بلکہ مشتبہ ہونے کی صورت میں جو فتویٰ سے حلال ہے، کیا انتہا ہے اخلاق وشفقت کی۔ (شریف الدرایات)

۳۹۔ خانصاحب رح نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا نانوتوی رح نے فرمایا کہ جو شخص ہم کو محتاج سمجھ کر دیتا ہے۔ اس کا ہدیہ تو لینے کو جی نہیں چاہتا اور جو اس غرض سے دیتا ہے کہ ہمارے یعنی دینے والے کے گھر میں برکت ہو اور ہمارے لے لینے کو ہمارا احسان سمجھے اس کا ہدیہ لے لینے کو جی چاہتا ہے اگرچہ وہ چار ہی پیسے ہوں۔ (ارواح ثلاثہ صـ۲۷۷) حاشیہ حضرت حکیم الامت رح : قولہ جو شخص ہم کو محتاج۔ الخ (اقول) وجہ اس تفصیل کی یہ ہے کہ محتاج سمجھ کر دینا عادۃً ذلیل سمجھ کر دینا ہوتا ہے۔ اور یہ آداب ہدیہ کے خلاف ہے کہ مہدیٰ الیہ کو ذلیل سمجھا جائے۔ (شریف الدرایات)

۴۰۔ خانصاحب رح نے فرمایا، کہ حضرت نانوتوی رح کو یوں تو ولی اللٰہی خاندان کے ایک ایک فرد سے محبت اور فدائیت تھی مگر مولانا شہید رح سے عشق تھا۔ ان کا ذکر سن نہ سکتے تھے کسی نے تذکرہ چھیڑا تو اسکی بات کاٹ کر خود ان کا ذکر شروع کر دیتے تھے۔ (ارواح ثلاثہ صـ۲۷۷) —
حاشیہ حضرت حکیم الامت رح : یہ بات کاٹنا ایسے لطیف طور پہ ہوتا تھا کہ بات کرنے والے کو ناگوار نہ ہو ۔۔۔۔

۴۱۔ خانصاحب رح نے حضرت نانوتوی رح سے دریافت کیا کہ حضرت آپ سید صاحب رح کو مجدد مانتے ہیں تو ان کی نسبت سب سے اعلیٰ ہونی چاہئے۔ پھر انکی نسبت کا شاہ عبدالرحیم رح کی نسبت سے گھٹا ہونا کیا معنی۔ اس کے جواب میں مولانا رح نے فرمایا کہ جس بات کیلئے مجدد آتا ہے، اس میں اس سے

کوئی بڑھا ہوا نہیں ہوتا، ہاں دوسری حیثیت سے جیسے ذکر و اشغال وغیرہ میں بڑھ جائے تو اسکا مضائقہ نہیں۔ (ارواحِ ثلاثہ صہ ۲۰۱) الحمدللہ! معارف از ارواح ثلاثہ ختم ہوئے، آئندہ فرمایا سے مراد "حضرت حکیم الامت نے فرمایا" حسب سابق ہوگی۔

۴۲۔ فرمایا: بندے وہ تھے جیسے مولانا محمد قاسمؒ کہ فرمایا کرتے تھے اگر چار حرف جاننے کی تہمت نہ ہوتی اور اس سے لوگ جان نہ گئے ہوتے تو ایسا گم ہوتا کہ کوئی یہ بھی نہ پہچانتا کہ قاسم دنیا میں پیدا ہوا تھا (کمالاتِ اشرفیہ صہ ۱۷۵) ارواح ثلاثہ صہ ۲۷۶ میں یہ بھی ہے کہ فرمایا کہ میں جسطرح صوفیوں میں بدنام ہوں اسی طرح مولویت کا دھبہ بھی مجھ پر لگا ہوا ہے۔ اس لئے پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا ہے۔ اگر یہ مولویت کی قید نہ ہوتی تو قاسمؒ کی خاک تک کا پتہ نہ چلتا — پرندوں کا گھونسلہ بھی ہوتا ہے، میرے یہ بھی نہ ہوتا اور کوئی میری ہوا تک نہ پاتا۔ حضرت حکیم الامتؒ شریف الدرایات میں فرماتے ہیں یہ ہے جامعیت کہ سب کا مناسب حق ادا کیا جائے۔

بر کفے جام شریعت بر کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

۴۳۔ فرمایا: حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کو جو اصطلاحی عالم نہیں ہوتے۔ ایک لسان عطا فرماتے ہیں، چنانچہ حضرت شمس تبریزیؒ کو مولانا رومیؒ لسان عطا ہوئے جنہوں نے حضرت شمس تبریزی کے علوم کو کھول کھول کر بیان فرما دیا۔ اسی طرح مجھ کو مولوی محمد قاسمؒ لسان عطا ہوئے۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں اپنی تصنیف کو حضرت حاجی صاحبؒ کو سنا دیتا ہوں، تب مجھے اس کے مضامین پر اطمینان ہوتا ہے کہ ٹھیک ہیں بدوں سنائے اطمینان نہیں ہوتا اور ایک بڑی لطیف بات فرماتے تھے کہ ہمارے ذہن میں مبادی پہلے آتے ہیں یعنی مقدمات اوّل آتے ہیں، ان کے تابع ہوتا ہے۔ نتیجہ اور ان حضرات کے ذہن میں نتائج پہلے آجاتے ہیں۔ اس لئے جب سنا لیتا ہوں تو اطمینان ہو جاتا ہے کہ مقاصد تو ٹھیک ہیں مقدمات چاہے غلط ہوں۔ انکی کیا ہے انہیں تو خود ٹھیک ٹھاک کر لیں گے۔ مقاصد تو صحیح ہیں جتنے وہبی علوم بزرگوں کے ہیں وہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ بس ایک آتی بات قلب میں پڑ گئی ان کے منتسبین میں جو اہل علم ہوتے ہیں وہ یہ کرتے ہیں کہ اسکی تقویت اور تائید دلائل سے بھی کر دیتے ہیں تو ان کے دلائل تابع مقاصد کے ہوتے ہیں، بخلاف علماء رسوم کے کہ ان کے مقاصد تابع دلائل کے ہوتے ہیں۔ (حسن العزیز جلد ۱ صہ ۲۸۲)

۴۴- فرمایا : مولانا محمد قاسمؒ مسلمانوں سے مناظرہ نہیں کرتے تھے، ہاں کفار سے کرتے تھے۔ (مسلمانوں کے مناظرہ سے نفور تھے) حسن العزیز ج ۱ صـ ۲۸۶

۴۵- فرمایا : ایک بار جاڑے کے دنوں میں حضرت مولانا محمد قاسمؒ نے اپنی رضائی تو کسی مہمان کو دے دی۔ پھر مولانا گنگوہیؒ سے انکی اپنے لئے رضائی مانگی تو فرمایا کہ اپنی رضائی کیوں دوسرے کو دے دی میں تو اپنی رضائی نہیں دیتا۔ جب انہوں نے کہا حضرت میں رات بھر جاڑے مروں گا۔ تب دو شرطوں سے دی ایک یہ کہ تہجد کے وقت مجھے واپس کر دینا کیونکہ لحاف اوڑھ کر مجھ سے نہ اٹھا جائے گا۔ اور دوسرے کسی اور شخص کو مت دینا۔ تاکہ کسی کی جوئں نہ چڑھ جاوے (حسن العزیز ج ۱ صـ ۲۳۹)

۴۶- فرمایا : مولانا محمد قاسم صاحبؒ ایک رئیس کی دینداری کے بہت مداح تھے۔ لیکن کبھی ملے نہیں۔ علی گڑھ میں تشریف رکھتے تھے، وہ رئیس صاحب ملنے کے لئے آئے۔ جب سنا کہ وہ صاحب آرہے ہیں، علی گڑھ چھوڑ کر چلے گئے ملے نہیں۔ عرض کیا گیا کہ وہ رئیس صاحب تو طالب دین ہو کر آرہے تھے۔ پھر بھی حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے اعراض فرمایا کہ ہر بزرگ کی جدا شان ہوتی ہے۔ طبائع مختلف ہوتے ہیں۔ حضرت مولاناؒ کی طبیعت ہی ایسے واقع ہوئی تھی کہ ان کو امراء سے انقباض ہوتا تھا تکبر تو برا، امراء کو حقیر کیوں سمجھے لیکن اختلاط بھی کیوں کرے۔ کہیں پھنس ہی جائے تو پھر بد خلقی نہ کرے۔ (حسن العزیز ج ۱ صـ ۳۳۹)

۴۷- فرمایا : ہمیں تو وہ طرز دعوت پسند ہے جو حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کا تھا۔ ان کی دعوت ایک طالب علم نے کی۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ بھائی اس شرط سے قبول ہے کہ صرف وہی کھانا ہو جو تمہارے لئے دوسرے کے گھر سے آتا ہے۔ ان کا کھانا کہیں مقرر تھا۔ انہیں تو مولاناؒ کو کھلانا منظور تھا۔ اس لئے مجبوراً انہوں نے اس شرط کو منظور کر لیا۔ جو کھانا ان کے لئے آیا وہی مولاناؒ کے سامنے رکھ دیا۔ مولاناؒ نے کھا لیا۔ (حسن العزیز ج ۱ صـ ۲۶۵)

۴۸- فرمایا : مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے ایک مرتبہ چھلنیوں کا وعظ کیا تھا۔ ہر چیز کیلئے ایک چھلنی ثابت کی تھی، اس کے متعلق مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے ایک نہایت لطیف مضمون فرمایا تھا۔ حدیث پڑھنے والوں کے سمجھنے کے لائق، واقعی محقق سمجھتا ہے قرآن و حدیث کو، وہ مضمون یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ قیامت کے دن اس زمین کا پیڑا بنا کر اسکی روٹی پکا کر اوّل غذا جنتیوں کو یہ دیں گے۔ اب اس میں ظاہر میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ کیا اہل جنت کو خاک پتھر کھلائیں گے۔ یہ اچھا انعام جنتیوں کو ملے گا۔ تو اسکو اسی قاعدہ پر متفرع کرکے

سمجھو کہ تم اپنے مہمان کو بے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھلاتے تو حق تعالیٰ بلا چھنے ہوئے کیوں کھلائیں گے۔ چنانچہ زمین اس طرح چھانی جائے گی کہ مٹی پتھر سب نکل جائیں گے اور صرف اجزاء لطیفہ رہ جائیں گے۔ باقی یہ بات کہ اس میں اجزاء لطیفہ کہاں ہیں سو اسکو یوں سمجھو کہ جتنی نعمتیں کھانے پینے کی نکلتی ہیں ظاہر ہے کہ وہ سب زمین سے نکلتی ہیں۔ اور وہ زمین کے اجزا ہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس میں ایسے ایسے اجزا لطیفہ مبطن ہیں۔ پس ان اجزا کو حق تعالیٰ علیحدہ کر دیں گے اور وہ انکی غذا بنے گی۔ سو وہ تو الاجمع الاشیاء ہوگی اور غالباً اس میں حکمت یہ ہوگی کہ بہت سے بندگانِ خدا مجاہدات و ریاضات میں دنیا کی لذتوں سے منتفع نہیں ہوتے ان کو اگر پیشتر یہ غذا نہ کھلا دی جائے تو وہ جنّت کی غذاؤں کا موازنہ نعماء دنیا سے کسطرح کر سکتے ہیں اور بدوں موازنہ کے حظ کم ہوگا۔ اس لئے ان کو وہ غذا کھلا کر دکھلا دیا جائے گا کہ دیکھو دنیا کی نعمتوں کا خلاصہ یہ ہے پھر اس کے بعد فرمائیں گے کہ لو اب کھاؤ یہ ہے جنّت کی چیز۔ تو اصل تو اس کے کھلانے سے مقصود یہی ہوں گے۔ مگر ان کے طفیل میں اور سب کو بھی یہ غذا دیں گے۔

پھر فرمایا کہ یہ مضامین ہمارے اساتذہ کے الہامی اور کشفی ہیں۔ (حسن العزیز ج ۱ صـ ۱۴۶)

۴۹۔ بروایت مولوی محمد یحیٰی صاحب سیوہاروی فرمایا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ سے کسی نے مولود شریف کی بابت دریافت کیا۔ فرمایا کہ بھائی نہ اتنا برا ہے جتنا لوگ سمجھتے ہیں۔ اور نہ اتنا اچھا ہے جتنا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔ یہ اس قدر جامع جواب ہے کہ ایک رسالہ کا رسالہ اسکی شرح میں لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ اس قدر گول جواب ہے کہ عوام نہیں سمجھ سکتے۔ ہر فریق اس جواب کو اپنی تائید میں پیش کر سکتا ہے۔ حضرت مولاناؒ کھلم کھلا کسی کو برا نہیں کہتے تھے، ایسے سوالات کے بہت نرم جواب دیتے تھے۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ بالکل صاف صاف کہتے تھے ایک ہی دفعہ میں چاہے ٹھہر و چاہے جاؤ، لگی لپٹی نہیں رکھتے تھے۔ پہلے میں بھی نرم جوابات کو پسند کرتا تھا۔ لیکن اب تجربہ کے بعد مولانا گنگوہیؒ کا طرز نافع ثابت ہوا۔ نرم جواب میں یہ مصلحت سمجھی جاتی ہے کہ مخاطب کو وحشت نہ ہو اور وہ ہم میں آجائے حالانکہ یہ غلط ہے وہ ہم میں نہیں آتے۔ وہ تو اپنے اسی خیال کی بناء پر ہم میں آئے ہیں تو یہ در اصل ہم میں آنا نہ ہوا۔ ہاں ہم ہی کچھ ادھر چلے گئے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی تعریف سُن کر ایک صاحب سماع آئے حسب معمول مولاناؒ نے نہایت عزّت کے ساتھ ان کو مہمان بنایا اور سب طالب علموں کو سمجھا دیا کہ خبردار کوئی گفتگو ان کے طریقہ کے خلاف نہ کی جائے کیونکہ مہمان کی دلشکنی نہیں چاہیئے۔ کسی نے اس واقعہ کی

خبر حضرت مولانا گنگوہیؒ کی خدمت میں کر دی۔ حضرت مولاناؒ نے فرمایا کہ بہت بُرا کیا بدعتی کا اکرام جائز ہی کہاں ہے۔ اس شخص نے یہ اعتراض حضرت مولانا نانوتویؒ کے پاس پہنچا دیا۔ تو فرمایا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر مہمان تک کا اکرام فرمایا ہے۔ اس شخص نے اس جواب کو مولانا گنگوہیؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ کافر کے اکرام میں غلط فہمی اور فساد کا احتمال نہیں بدعتی کے اکرام میں عوام کی غلط فہمی اور فسادِ عقیدہ کا اندیشہ ہے اس لئے ناجائز ہے اس جواب کو پھر اس شخص نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی خدمت میں پہنچ کر بیان کیا تو مولاناؒ نے اسکوڈانٹ دیا کہ یہ کیا واہیات ہے، ادھر کی اُدھر، اُدھر کی ادھر لگائے پھرتے ہو، بیٹھو اپنا کام کرو۔ (حسن العزیز ج ۱ ص ۱۶۲، ص ۳۸۲)

۵۰۔ ایک بار حضرت مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ جتنی محبت پیروں کے ساتھ مریدوں کو ہوتی ہے، حضرت حاجی صاحبؒ سے مجھ کو اتنی نہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے سن کر ادھر اُدھر کی باتیں کرکے فرمایا کہ اب تو ماشاء اللہ آپ کی حالت باطنی حضرت حاجی صاحبؒ سے بھی بہت آگے بڑھ گئی ہے۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ: لاحول ولا قوۃ، استغفراللہ، بھلا کہاں حضرت کہاں میں۔ ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔ مجھے اس بات سے بڑی تکلیف ہوئی۔ بڑا صدمہ ہوا۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے فرمایا کہ خیر آپ ان سے بڑھے ہوئے نہ سہی لیکن میں پوچھتا ہوں یہ تکلیف آپ کو کیوں ہوئی، ایسی ہی ہے محبت آپ تو کہتے تھے مجھے حضرتؒ سے محبت ہی نہیں، اگر محبت نہ تھی تو یہ صدمہ کیوں ویسے ہی اپنی فضیلت کی نفی کر دیتے بس یہی محبت ہے۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ بھائی تم بڑے استاد ہو بڑی بے تکلفی تھی آپس میں (حسن العزیز ج ۱ ص ۳۵۶)

۵۱۔ فرمایا: ایک جگہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ وعظ فرما رہے تھے، مولانا گنگوہیؒ بھی شریک تھے، ایک صاحب بولے کہ خیر وعظ کی مجلس میں بیٹھنے کا ثواب تو ہو گیا۔ باقی سمجھ میں کچھ آیا نہیں اگر مولاناؒ عام فہم مضامین بیان فرمایا کریں تو کچھ نفع بھی ہو۔ مولانا گنگوہیؒ سن رہے تھے۔ فرمایا کہ افسوس ہے شاہباز عرش سے درخواست کی جاتی ہے کہ زمین پر اڑے۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں وعظ میں جو کہیں کسی قدر رک جاتا ہوں تو سوچنے کی غرض سے نہیں بلکہ مضامین کا اس قدر ہجوم اور تواتر ہوتا ہے کہ پریشان ہو جاتا ہوں، سوچتا ہوں کہ کس کو مقدم کروں، کس کو مؤخر کروں۔ (حسن العزیز ج ۱ ص ۳۸۲)

۵۲- فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ پر اخلاق کا اس قدر غلبہ تھا کہ بعض اوقات عوام کی مصلحت کا بھی خیال نہ رہتا تھا۔ ایک صاحب نے میرٹھ میں مولاناؒ سے دریافت کیا کہ مولوی عبدالسمیع صاحب تو مولود شریف کرتے ہیں۔ آپ کیوں نہیں کرتے، فرمایا کہ بھائی انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کرتے ہیں۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ محبت نصیب کرے ۔۔۔ مولوی عبدالسمیع صاحب خود مجھ سے کہتے تھے کہ ایسے سے بھلا کوئی کیا لڑے۔ (حسن العزیز ج ۱ ص ۴۷۶)

۵۳- فرمایا کہ ایک معقولی مولوی صاحب سے مناظرہ کرنے کی غرض سے مولانا محمد قاسم صاحبؒ رامپور تشریف لے گئے تھے۔ سنا تھا کہ وہ کچھ اکابر کی شان میں گستاخی کرتے ہیں ۔۔۔ مثلاً شاہ عبدالعزیز صاحبؒ۔ مولاناؒ کو ناگوار ہوا۔ گو نہایت متواضع تھے، لیکن اکابر کے متعلق ایسے مضامین سن کر فرمایا کہ مجھے چاہے گالیاں دے لیں۔ لیکن جن کی جوتیاں سیدھی کر کے کچھ پڑھا پڑھایا ہے ان کی بابت تو سنا نہیں جاتا۔ (سب تمہاری زیارت کو آتے ہیں تم مجھے اپنی زیارت کرا جاؤ۔ یہ ایک بوڑھے شخص نے رامپور سے کہلوایا تھا، اس غرض سے بھی رامپور تشریف لے گئے) غرض جب مولانا پہنچے تو وہ مولوی صاحب خود تو سامنے نہیں آئے لیکن اپنے آدمیوں کو بھیجنا شروع کیا۔ مولاناؒ تھے بڑے دلیر گو تواضع کی شان بھی نہایت بڑھی ہوئی تھی مگر موقع پر بالکل بیباک ہو جاتے تھے۔ فرمایا کہ اپنے استاد کو لاؤ، چوڑیاں کیوں پہن لیں، پردہ سے باہر کیوں نہیں نکلتے گر خود نہیں آتے۔ مولاناؒ نے وعظ میں بھی کہا کہ خود پردہ میں بیٹھ کر اوروں کو بھیجتے ہیں۔ یہ کیا زنانہ پن ہے۔ ہمت ہے تو سامنے آئیں لیکن اس پر بھی ان کی ہمت نہیں ہوئی۔ مولانا کی ذکاوت سے سب ڈرتے تھے۔ مولوی اسحاق صاحب کے ایک استاد عامل بالحدیث کہتے تھے کہ میں مولانا کی مجلس میں پہنچا۔ مولانا قرأت فاتحہ خلف الامام کو عقلی دلائل سے ثابت کر رہے تھے کہ مجھے کسی جگہ خدشہ ہوا۔ لیکن چپ ہو گیا کہ ان سے گفتگو کرنا جھاڑ اپنے پیچھے لگا لینا ہے، ان سے عہدہ برا ہونا مشکل ہے۔ مولانا بے حد ذکی تھے۔ ایک مولوی صاحب غیر مقلد بہت تیز ہیں میں بھی ان سے ملا ہوں ان کے چہرہ اور لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بے حد ذکی ہیں۔ انہوں نے مولاناؒ سے کہا کہ مجھے امام صاحبؒ کے بعض اقوال میں چند شبہ ہیں۔ مولاناؒ نے فرمایا متاخرین کی تفریعات کو تو میں نہیں کہتا لیکن خاص امام صاحب کے جتنے اقوال ہیں میں دعویٰ کرتا ہوں کہ خود امام صاحب کے جس مسئلہ کو چاہے پوچھ لیجئے حدیث سے ثابت کر دوں گا۔ حالانکہ مولانا کی کتابوں پر کچھ زیادہ نظر نہ تھی۔ یہ واقعی بہت بڑا دعویٰ ہے۔ فرمایا کہ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ خاص امام صاحب کا ایک قول بھی حدیث

کے خلاف نہیں وہ مولوی صاحب چند مسائل پوچھ کر چپ ہو گئے جانتے تھے کہ کیسے شخص ہیں۔ رامپور کے وعظ میں مولاناؒ نے دعویٰ کیا تھا کہ لوگوں نے معقول معقول پکار رکھا ہے۔ پھر اصل علم تو قرآن و حدیث میں ہے۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ جتنے مسائل فلسفی ہیں۔ نفیاً یا اثباتاً سب قرآن میں موجود ہیں ایک صاحب نے اٹھ کر کہا جزء لا یتجزیٰ کے مسئلہ میں متکلمین اور حکماء کا کیا اختلاف ہے مولانا نے فوراً فرمایا متکلمین کی رائے صحیح ہے۔ قرآن سے ثابت ہے۔ پھر سورہ واقعہ کے شروع کی آیتیں پڑھ کر کچھ مقدمات ملا کر فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا۔ سے ثابت کر دیا کہ یہ تجزیہ عدم تجزیہ تک واقع ہوگا۔ سب خاموش بیٹھے رہے، کوئی کچھ نہ بول سکا۔ (حسن العزیز صفحہ ۱۱ ج ۳)

۵۳۔ فرمایا: نواب کلب علی خان کا زمانہ تھا، نواب صاحب نے بلوا بھیجا کہ آپکو تکلیف تو ہوگی لیکن مجھے زیارت کا بے حد اشتیاق ہے۔ مولاناؒ نے اول تہذیب کا جواب کہلا بھیجا کہ میں ایک کاشتکار کا بیٹا ہوں۔ آداب دربار سے ناواقف ہوں۔ کوئی بات آداب دربار کے خلاف ہوگی تو یہ نا زیبا سا ہے۔ نواب صاحب نے کہلا بھیجا کہ حضرتؒ آپ کیلئے سب آداب معاف ہیں۔ پھر مولاناؒ نے کہلا بھیجا کہ وہ جواب تو تہذیب کا تھا۔ اب ضابطہ کا جواب دینا پڑا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے ملاقات کا اشتیاق ہے سبحان اللہ اشتیاق تو ہو آپ کو اور حاضر ہوں میں یہ عجیب بے جوڑ بات ہے۔ پھر نواب صاحب کی ہمت نہ بلانے کی ہوئی نہ خود حاضر ہونے کی۔ واقعی مولاناؒ بڑے تارک تھے۔ امراء کے معاملہ میں تو بڑے غیور تھے میرے سامنے جامع مسجد دیوبند میں ایک تحصیلدار پیچھے بیٹھے تھے۔ ان کا خادم آیا کہ تحصیلدار صاحب کو کچھ مشورہ کرنا ہے۔ اس زمانہ میں قانون بہ متعلق نکاح خوانی آیا تھا۔ آپ کو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں۔ ذرا تکلیف فرمائیے۔ مولاناؒ نے جھڑک دیا کہ جاؤ۔ (حسن العزیز صفحہ ۱۸۱ ج ۳)

۵۴۔ فرمایا: کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں فقیہ کو دیکھوں تو وہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کو دیکھے تو اسکی قسم پوری ہو جائے گی۔ (مجالس حضرت حکیم الامت)

۵۵۔ فرمایا: شاہجہان پور کے ایک بزرگ نے حضرت مولانا نانوتویؒ سے فرمایا تھا کہ جب میں لوگوں کے پیٹ میں سور کتے بولتا دیکھتا ہوں تو پھر کیسے ہر ایک کی چیز لے لوں۔ (العشر) بعض بزرگوں کو کشف ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ ہر ایک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔